رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

بدر

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ یکم ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء | نمبر ۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

(۲) ۲۲ جنوری کو ملک معظم آنجہانی کی وفات پر مدرسہ احمدیہ میں تعزیتی جلسہ ہُوا۔ جس میں رنج و افسوس کی قرارداد منظور کی گئی۔

(۳) ملک معظم کی خبر وفات آنے پر مرکزی تمام دفاتر اور سکول بند کر دیئے۔ اور اظہار رنج و غم کے جلسے ہوئے۔

مُباہلہ پنڈی بھٹیاں کے لئے درخواست دعا

یہ مباہلہ غیر احمدیوں کے چیلنج پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی اجازت سے صداقت مسیح موعودؑ پر کیا گیا ہے۔ جس میں فریقین کے آٹھ آٹھ آدمی شامل ہیں۔ اور اس کی ایک سال کی مدت ۲۹ اپریل ۳۶ء تک ختم ہوتی ہے۔ غیر احمدی شرارتوں اور گالیوں میں بڑھ رہے ہیں۔ اور منظم طور پر احمدیوں کے درپے آزار ہیں۔ اس مباہلہ کے نتیجہ کی انتظار تمام علاقہ میں دور دور تک کی جا رہی ہے۔ کئی لوگ نشان کو دیکھ کر احمدیت میں داخل ہونے کی امید دلاتے ہیں۔ چونکہ یہ مباہلہ جماعتی صورت میں ہُوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید اسلام اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی فتح کا ایک نہایت ہی اہم سوال ہے۔ اس لئے اس کی اہمیت کو یاد دلاتے ہوئے دردمندانہ مسلسل درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مابہ الامتیاز نشان کے ساتھ احمدیت کو فتح دے۔ اور دنیا پر ظاہر کر دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی طرف سے سچے رسول ہیں۔ نیز ہمارے گناہوں سے چشم پوشی فرما کر پنڈی بھٹیاں میں احمدیت کو پھیلا دے۔

(آمین)

اللہ تعالےٰ کی نصرت اور حفاظت چاہنے والے احمدی مباہلین:-

(۱) محمد مراد (۲) احمد دین (۳) مولا بخش۔ (۴) غلام محمد عبد (۵) علی محمد (۶) حافظ محمد عبداللہ (۷) اللہ بخش (۸) عبدالعظیم احمدی پنڈی بھٹیاں

یاددہانی!

اسوقت تک آنمکرم کی طرف سے فاروق کی جائز اور حق بجانب اپیل کا کوئی جواب باصواب صادر نہیں ہُوا۔ امید ہے کہ آپ اپیل کو غیر ضروری سمجھکر داخل دفتر نہ فرما دیں گے۔

(ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقایاداران ۱۹۳۵ء

مندرجہ ذیل احباب کے ذمہ ۱۹۳۵ء اور اس سے پہلے کا جو بقایا ہے۔ وہ قبل ازیں بھی بذریعہ فاروق ان کی اطلاع کے لئے شائع کیا جا چکا ہے۔ مگر افسوس کہ اب تک توجہ نہیں فرمائی۔ ان میں سے بعض دوست ایسے ہیں۔ جن کے نام کبھی وی پی نہیں بھیجا گیا۔ مگر اطلاع دی گئی۔ اور اکثر ایسے ہیں۔ جن کے نام کئی کئی بار وی پی ارسال ہوئے۔ اور ہر دفعہ واپس آئے لہذا سب کے نام پھر اطلاعی طور پر ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ اور جو بقایا رقم ہے۔ وہ بھی نام کے آگے درج ہے معہ خرچ وی پی۔

نمبر خریدار	نام خریدار	رقم بقایا
۱	مکرمی حکیم محمد عمر صاحب رئیس	للعہ ر
۲۹	مکرمی شیخ فضل الرحمٰن صاحب اختر	للعہ ۳ ر
۴۰	مکرمی جناب مولوی محمد ابوالحمید صاحب	صر
۴۱	مکرمی میر غلام محمد صاحب حرکارہ	عار
۴۶	مکرمی مولوی عبدالحمید صاحب	للعہ ۳ ر
۵۲	بابو غلام رسول صاحب گڈس کلرک	عار
۶۴	میاں محمد یوسف صاحب امیر جماعت	للعہ ر
۸۶	شیخ عبدالغنی صاحب سوداگر کس	للعہ ر
۱۲۶	مولوی محمد کریم صاحب علوی ایم۔اے	للعہ ر
۹۵	مولوی غلام حسین صاحب بی۔اے پنشنر	للعہ ر
۱۳۹	بابو محمد امین صاحب کلرک ریلوے	للعہ ر
۱۴۸	میر محمد بخش صاحب وکیل امیر جماعت	عار
۱۵۶	چوہدری عبداللہ خانصاحب بی اے لفٹیننٹ	للعہ ر
۱۹۷	چوہدری محمد یعقوب صاحب انسپکٹر بانکس	عہ ر
۱۷۶	مکرمی مولوی محمد علی صاحب مول ناظر	للعہ ر
۲۱۹	دفعدار غلام قادر صاحب	عا ۶ ر
۲۹۴	منشی کرم بخش صاحب پٹواری	عا ۶ ر
۳۱۰	مولوی غلام علی صاحب مدرس	عار
۳۲۱	سید پیر احمد شاہ صاحب عطار	للعہ ر
۳۳۹	چوہدری شیخ احمد صاحب دہلی	للعہ ر
۳۷۲	مولوی عبدالحق صاحب ٹھیکیدار بھٹہ	للعہ ر
۳۷۸	منشی حسن خانصاحب مدرس	۷ ر
۴۰۰	منشی برکت علی صاحب لائق امیر جماعت	للعہ ر
۴۲۳	منشی محمد عبداللہ صاحب پنشنر نہر	عار
۴۲۶	بابو غلام محی الدین صاحب چشتی پوسٹل کلرک	عا ۳ ر
۴۳۴	بابو نصیر الحق خانصاحب آرمی ڈیپارٹمنٹ	للعہ ۶ ر
۴۵۰	ملک کرم الٰہی صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر	للعہ ۶ ر
۴۵۱	ڈاکٹر منظور احمد صاحب شفاخانہ دلبذیر	عار
۴۷۳	بابو فیض محمد خانصاحب کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر	عار
۴۸۲	میاں عبدالحق صاحب زرگر پھیرو چیچی	للعہ ر
۴۸۸	چوہدری ضدا بخش صاحب ٹھیکیدار مذبح	للعہ ر
۵۴۳	شیخ مشتاق حسین صاحب	۱۳ ص ر
۵۵۴	منشی چراغدین صاحب اول مدرس	للعہ ر
۵۵۵	چوہدری کریم بخش صاحب بھاگوپٹی	للعہ ر
۵۵۶	مولوی محمد یعقوب صاحب رائچور دکن	عار
۶۱۷	میاں رحمت علی صاحب متعلم کالرا	۷ ر
۶۴۹	میاں نذیر احمد صاحب چونہ کلی فروش	عار
۶۵۵	چوہدری فتح محمد صاحب انسپکٹر بانکس	عار
۷۱۳	شیخ محمد یوسف صاحب انصار اللہ	۷ ر
۷۱۶	منشی محمد رمضان صاحب مدرس	صر
۷۲۲	احسان الحق صاحب متعلم ڈیرہ نانک	عہ ۸ ر
۷۲۵	مولوی غلام رسول صاحب مدرس	عا ۳ ر
۷۳۲	سید مہدی حسن صاحب فرنیچر مرچنٹ	للعہ ر
۷۸۹	ملک محمد شریف صاحب نمبردار	للعہ ر
۷۹۰	میاں فضل دین صاحب رنگریز	للعہ ر
۷۹۷	شیخ احمد اللہ خانصاحب مہاجر	للعہ ر
۸۰۸	محمد ضعیف صاحب دندان ساز	۷ ۳ ر

جملہ احباب اپنا اپنا بقایا جلد عطاء فرما کر معہ جواب اپیل فاروق خاکسار کو شکریہ کا موقعہ بخشیں یا اطلاع دیں۔ کہ کب تک عطا کر دیں گے۔ بصورت نہ آنے اطلاع کے سب کے نام فروری ۱۹۳۶ء کے پہلے ہفتہ میں وی پی ارسال ہوں گے۔ (مینجر)

امراض دندان کا مشہور و معروف

پائیرس دواخانہ

جو دوست میٹھے ٹھنڈے۔ خوشبودار منجن استعمال کر کے صرف منہ کے اندر کے حصہ کو خوشبودار بنانا چاہتے ہیں۔ وہ میری دوائیاں منگوانے کی تکلیف نہ فرماویں۔

میری تین قسم کی دوائیاں جن کو بار بار کشتہ کر کے بڑی محنت اور جانفشانی سے بوٹیاں اور ان کی جڑھوں کو حاصل کیا ہے۔ اِن ادویات میں ملایا گیا ہے۔ یہ ادویات دانتوں کے خون۔ مسوڑھوں کی پیپ۔ منہ کی فاضلہ گندی بدبودار رطوبت کو زائل کرتی ہیں اور ان کا اثر مسوڑھوں کے اندر تک ہوتا ہے۔ جس سے وہ جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جو دانتوں کے درمیان مسوڑھوں میں رہ کر گندہ مادہ پیدا کرتے رہتے ہیں۔

پائیرس لوشن۔ پائیرس پوڈر۔ پائیرس کریم

ان کی اجناسی قیمت باوجود اس قدر محنت کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر احمدی بھائی فائدہ اُٹھا سکے۔ صرف عجہ والسلام

ملنے کا پتہ۔ خاکسار۔ فقیر احمد خان احمدی

ماہر امراض دندان (پائیرس دواخانہ جالندھر)

(چھاؤنی پنجاب)

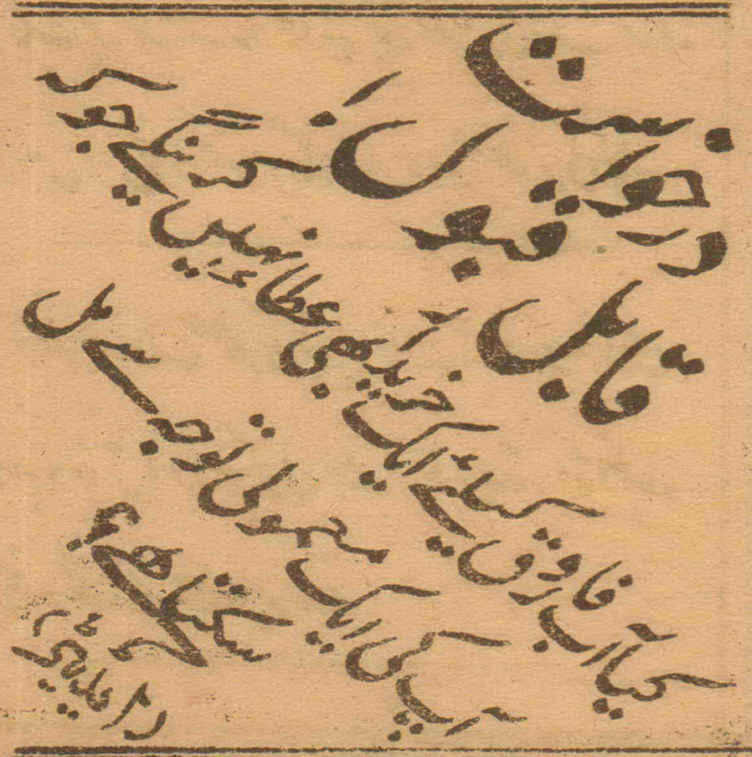

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک معظم جارج پنجم کا انتقال پر ملال

اور

ایڈورڈ ہشتم جانشین با اقبال

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید ٭ ز جام دہر مئے کُلُّ من علیہا فان

لنڈن ۲۱ر جنوری۔ شاہ جارج آنجہانی جو گذشتہ چند روز سے شدید علیل تھے۔ گذشتہ رات گیارہ بجکر ۵۵ منٹ پر قصر سینڈرنگہیم میں انتقال فرما گئے۔ انتقال سے قبل کئی گھنٹہ تک آپ پر بے ہوشی کی حالت طاری رہی

لنڈن ۲۱ر جنوری شاہ جارج آنجہانی کے انتقال کے فوراً بعد شہزادہ ویلز نے شاہ ایڈورڈ ہشتم کے نام سے عنان حکومت سنبھالی۔ موصوف ابھی بالکل نوعمر معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہے۔ شاہ آنجہانی نے اپنی موت سے صرف بارہ گھنٹے پیشتر بیماری کے باعث اپنے اختیاراتِ حکومت ملکہ اور شہزادوں کو تفویض کئے تھے۔ یہ تمام اختیارات اب نئے بادشاہ کو منتقل ہو گئے ہیں۔ پریوی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا ہے جو اغلباً قصر سینٹ جیمز میں منعقد ہوگا۔

شاہ کی موت کے بعد آئینی کارروائی

لنڈن ۲۱ جنوری پرانی روایات اور دستور کے مطابق آج لنڈن کے رائل ایکسچینج کی سیڑھیوں پر سے نئے بادشاہ کے متعلق اس تاریخی فقرے کے ساتھ اعلان کیا گیا "بادشاہ مرد! بادشاہ زندہ باد" شاہ کی موت کے بعد آئینی کارروائی اس طرح عمل میں لائی جاتی ہے۔ کہ ڈاکٹر موت کی تصدیق کرتے ہیں۔ جس کے بعد ہوم سکرٹری کو سرکاری طور پر اطلاع دی جاتی ہے۔ ہوم سکرٹری ذاتی طور پر لاش کا معائنہ کرنے کے بعد موت کی تصدیق کرتا ہے۔ ازاں بعد کونسل آف ریجنسی کے دیگر ارکان کی معیت میں شہزادہ ویلز کو تخت پیش کرتا ہے۔ شہزادہ ویلز تخت قبول کرتے ہیں۔ اور رسم تاج پوشی تک قانون کے مطابق بادشاہ بن جاتے ہیں۔ نئے بادشاہ نے اپنی بادشاہت کے پہلے تین گھنٹے آیندہ لائحہ عمل پر غور کرنے کے لئے ڈیوک آف یارک اور لارڈ گرام کی معیت میں گزارے اور ذاتی رنج و غم کو بالائے طاق رکھ کر امور سلطنت کی ادائگی میں منہمک ہو گئے۔ بادشاہ، ڈیوک آف یارک کی معیت میں نارفوک سے بذریعہ ہوائی جہاز لنڈن جا رہے ہیں۔

پارلیمنٹ کا اجلاس

لنڈن ۲۱ر جنوری بادشاہ کی موت کے باعث پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا اجلاس ازبس ضروری ہو گیا ہے۔ اس لئے آج شام کے چھ بجے پارلیمنٹ کے ایوان عام اور ایوان امرا کا اجلاس منعقد ہوگا۔ ہوم سکرٹری ایوان کو موت کی خبر سنائے گا۔ جس کے بعد ایوان عام کا اجلاس ملتوی ہو جائیگا۔ اور پھر دوسرے ہفتے میں نئے بادشاہ کا حلف وفاداری لینے کے لئے اجلاس منعقد ہوگا۔ نئے بادشاہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ شاہ آنجہانی کا نو ماہ تک ماتم منایا جائے۔ اور ۲۱ر جولائی سے نصف ماتم کی صورت اختیار کی جائے۔

مجلس اقوام میں شاہ آنجہانی کا ماتم

جینوا ۲۱ر جنوری مجلس اقوام کے اجلاس میں آج صرف ارکان مجلس نے شاہ انگلستان کی وفات پر اظہار خیالات اور آنجہانی کو خراج تحسین ادا کیا۔ علاوہ ازیں انگلستان کے شاہی خاندان سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔ اس کے بعد اجلاس ملتوی ہو گیا۔

ملک معظم کی وفات کی کیفیت

۲۰ اور ۲۱ر جنوری کی درمیانی شب کو نو بجکر ۳۵ منٹ پر ڈاکٹروں نے بلیٹین شائع کیا۔ کہ اب بادشاہ کی زندگی کی کوئی امید نہیں۔ اس وقت سارڈنگہیم ہاؤس میں خاموشی طاری ہو گئی۔ ملکہ، شہزادہ ویلز، ڈیوک آف یارک اور خاندان شاہی کے دوسرے متعدد اراکین شاہ کی خوابگاہ والے کمرے میں جمع ہو گئے۔ گیارہ بجکر ۵۵ منٹ پر انتقال ہو گیا۔ بادشاہ کی موت نہایت پرسکون تھی۔ نزع میں انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔ وزیر اعظم اور شاہی خاندان کے دیگر افراد کو جو دوسرے مقامات پر تھے۔ بذریعہ ٹیلیفون مطلع کیا گیا۔ سارے علاقے میں یہ خبر جنگل کی آگ کی سرعت سے پھیل گئی۔ مرد اور عورتیں قصر شاہی کی جانب دوڑے۔ عورتیں رو رہی تھیں اور مرد برہنہ سر تھے۔ جس وقت بادشاہ نے آخری سانس لیا۔ ملکہ نے اپنے فرزند بیحد نئے بادشاہ کی طرف رُخ کیا۔ اور روتی ہوئی ان سے بغل گیر ہو گئیں۔ سب نے آخری بار فوت شدہ بادشاہ کے چہرے کو دیکھا۔ اور سر جھکائے آہستہ آہستہ کمرے سے باہر چلے گئے۔ شاہی خاندان کے جو افراد اس وقت موجود نہ تھے۔ انہیں ملکہ نے خود ٹیلیفون کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ موت سے کچھ دیر پہلے بادشاہ پر بے ہوشی کی حالت طاری ہو گئی تھی۔

لنڈن میں وفات کی خبر

لندن میں عیش و نشاط کی شبینہ محفلیں شاہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موت کی خبر سنتے ہی منتشر ہوگئیں۔ ایک بجے تک شہر کے سارے مغربی حصہ میں سناٹا ہوگیا۔ شاہ کی موت کا اعلان ہوتے ہی لنڈن میں لوگ قصر بکنگھم کے سامنے جمع ہوگئے۔ صبح آٹھ بجے تک قصر کے سامنے برہنہ سر لوگوں کا عظیم الشان اجتماع ہوگیا۔ پارلیمنٹ پر یونین جیک سرنگوں کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی سینٹ پال کے گرجے کے گھنٹے نے ماتم کا اعلان شروع کر دیا۔ جو کامل دو گھنٹے تک جاری رہا۔

ہندوستان میں ملک معظم آنجہانی کا ماتم

نئی دہلی۔ ۲۱ر جنوری "گزٹ آف انڈیا" کی ایک غیر معمولی اشاعت کے ذریعہ ملک معظم آنجہانی کی وفات کا اعلان کیا گیا۔ اور اس میں گورنر جنرل با اجلاس کونسل نے ہدائت کی کہ مزید احکام تک ملک معظم کی سول ملٹری اور فضائی سروس کے جملہ حکام ماتم میں مصروف رہیں۔ نیز گورنر جنرل با اجلاس کونسل نے ہندوستان کی برطانی رعایا کے جملہ فرقوں سے توقع ظاہر کی کہ اس جانکاہ موقع پر مناسب ادب و احترام کا اظہار کریں گے۔ نیز مزید احکام تک جملہ جہازوں۔ بندرگاہوں سٹیشنوں پر تمام جھنڈے سرنگوں کر دیئے جائیں۔

دہلی۔ ۲۱ر جنوری ملک معظم آنجہانی کی وفات پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ماتم کے طور پر مختلف فوجی مقامات پر اور فوجی بحری مرکزوں میں ۷۰ منٹ تک فی منٹ ایک گولہ کے حساب سے توپیں داغی جائیں۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ ملک معظم کی عمر ۷۰ سال تھی۔ لاہور میں ۲۲ر جنوری کی صبح کو اس حکم کی تعمیل میں توپیں داغی گئیں۔

ہندوستان کے اکثر شہروں میں ۲۱ر جنوری کو ملک معظم کا ماتم منایا گیا۔ لاہور میں خبر سنتے ہی تمام سرکاری غیر سرکاری سکول کالج۔ عدالتیں اور میونسپل کمیٹی کے دفاتر بند ہوگئے۔ مال روڈ اور کمرشل بلڈنگ کی اکثر دکانیں بند ہوگئیں۔ سرکاری آفیسروں نے اظہار افسوس کے لئے اپنے بازوؤں پر سیاہ نشان لگائے۔ سرکاری حضرات کے علاوہ متعدد ہندوستانی لیڈروں نے بھی ہمدردی کے تار ملکہ کو ارسال کئے۔

——— شہنشاہ معظم جارج پنجم کی وفات حسرت آیات کے حادثہ کے معاً بعد برٹش ایمپائر میں سب سے عظیم الشان واقعہ جو رونما ہوا۔ وہ شہزادہ ویلز ایڈورڈ ونڈسر کی شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کے نام سے تخت نشینی ہے۔ جس کا اعلان پرانی روایات اور دستور کے مطابق لنڈن کے رائل ایکسچینج کے چھجے پر سے اس تاریخی فقرہ کے ساتھ کر دیا گیا۔ کہ بادشاہ مرد۔ بادشاہ زندہ باد۔ اور شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم نے سینٹ جیمز محل میں سابق بادشاہ کی روایات کو برقرار رکھنے کا اقرار کرتے ہوئے فرمایا۔

میرے والد بزرگوار نے آج سے ۲۶ برس پیشتر اسی جگہ کھڑے ہو کر اعلان کیا تھا۔ کہ آئینی حکومت کا تحفظ میری زندگی کے اعلےٰ مقاصد میں شامل ہوگا۔ آج میں بھی عزم بالجزم کے ساتھ اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں بھی اس بارے میں اپنے والد کے نقش قدم پر چلوں گا۔ اور جس طرح میرے والد ساری سلطنت کی رعایا کے تمام طبقوں کی فلاح و بہبودی میں منہمک رہے اسی طرح میں منہمک رہوں گا مجھے بھروسہ ہے۔ کہ سلطنت کی تمام پارلیمنٹیں اپنی عقل و دانش سے میری گراں ذمہ داریوں میں میری امداد کریں گی۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس راہ میں میری راہ نمائی فرمائے۔

اس کے بعد تمام برٹش ایمپائر کے ہر حصہ نے بڑے جوش کے ساتھ نئے بادشاہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے اعلانات کئے ہیں۔ اور یقین دلایا ہے۔ کہ اطاعت اور فرمانبرداری کے علاوہ کروڑوں مخلوق کی محبت اور دعائیں بھی ان کے شامل حال ہیں۔

نئی دہلی ۲۳ر جنوری۔ گورنر جنرل با اجلاس کونسل نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲۸ر جنوری کو جب شہنشاہ جارج پنجم کی رسم تدفین ادا کی جائے گی۔ تمام سرکاری دفاتر میں تعطیل رہے۔ اور تمام رعایا جہاں تک ممکن ہو اس روز کام نہ کرے۔

لنڈن ۲۲ر جنوری۔ ویسٹ منسٹر ہال ۲۴ سے ۲۷ر جنوری تک پبلک کے لئے کھلا رہے گا۔ تاکہ وہ بادشاہ کی لاش دیکھ سکیں۔ لوگ ہر روز صبح آٹھ بجے سے رات کے دس بجے تک اس میں جا سکیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ دس لاکھ آدمی ماتمی جلوس میں شریک ہوں گے۔

نئی دہلی۔ ۲۳ر جنوری۔ وائسرائے کے ملٹری سکرٹری نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہز میجسٹی نے حکم دیا ہے کہ درباری ۲۰ر جولائی ۱۹۳۶ء تک ماتمی لباس پہنیں۔ اور ۲۰ر جولائی سے ۲۰ر اکتوبر تک جب تمام سرکاری افسر وردی میں ہوں۔ تو بائیں بازو پر سیاہ بلا لگائیں۔

جماعت احمدیہ کیطرف سے تعزیت کا تار

قادیان ۲۱ر جنوری کو اڑھائی بجے کے قریب ملک معظم کی وفات کی اطلاع پہنچی۔ فوراً تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ماتم کا جلسہ کیا گیا۔ اور اظہار رنج کے بعد وائسرائے ہند کی خدمت میں ناظر صاحب امور عامہ نے جماعت احمدیہ کی طرف سے تعزیت اور اظہار وفاداری کا حسب ذیل تار ارسال کیا۔

جماعت احمدیہ کو شہنشاہ معظم کی اندوہناک وفات پر سخت رنج اور قلق ہوا ہے۔ وہ سلطنت برطانیہ کے اس بہت بڑے قومی نقصان پر وفاشعارانہ تعزیت کا اظہار کرتی ہے اور شہنشاہ معظم کے جانشین سے وفاداری اور اطاعت کا عہد کرتی ہے۔

بعد نماز مغرب مسجد اقصےٰ میں زیر صدارت جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ناظر اعلےٰ ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جناب صدر نے جلسہ کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

احباب نے یہ اندوہناک خبر سنی ہوگی۔ کہ آج ہز میجسٹی ملک معظم جارج پنجم کا انتقال ہوگیا ہے۔ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور مذہبی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ جس حکومت کے ماتحت رہیں اس کی اطاعت کریں۔ اس لئے ہم اس کے وفادار رہے اور شاہی خاندان سے دلی عقیدت رکھتے ہیں۔ آج ہز میجسٹی ملک معظم کی وفات کی وجہ سے ہمارے دل حد درجہ متاسف ہیں۔ اور اپنے دلی جذبات کے اظہار کیلئے یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے۔ ———

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احراری مشن

مسلمانوں کی تباہی کیلئے احرار کے کارہائے نمایاں!

(۴)

ظلم سے بچکر انسانی زندگی بسر کرنے کا خیال

جب کشمیری لوگ زیادہ ہی مصائب میں کچلے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر رحم آیا اور اس نے ان کے لئے غیرت دکھائی۔ اور ان بے بس لوگوں کے دل میں انسانی زندگی بسر کرنے کا خیال پیدا کر دیا۔ اور انہوں نے اپنی دلجمعی آزادی کے لئے جدوجہد شروع کی۔ جس کے لئے ان کو بہت سی جانیں اور مال ظالموں کے بھینٹ چڑھانا پڑا اور کئی ایک کو جیلوں میں سڑنا پڑا۔ اور کئی ایک کو محبوب وطن اور بال بچوں سے جدا کر کے جلاوطن کر دیا گیا۔ مگر اب چونکہ خدا تعالیٰ نے اس قوم کو زندہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے انہوں نے ایسی ایسی شدائد و مصائب کو سینہ سپر ہو کر برداشت کیا۔ گولیوں سے سینے چھلنی کروا دیئے۔ مگر ہمت نہ ہاری۔ یہ ایک عام بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی دکھ کی وجہ سے آہ و بکا کرتا اور چیختا چلاتا ہے۔ تو سننے والے کا دل خواہ مخواہ پسیج جاتا ہے۔ اور وہ کوشش کرتا ہے کہ وہ چیخ و پکار کرنے والے کی حتی المقدور مدد کرے انسان تو انسان ایک کتے کو بھی انسان تکلیف میں دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ آخر جب ان غریب ناداروں نے اپنی انتہائی ذلت اور ناداری سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے تو پنجاب وغیرہ کے معزز رحم دل مسلمانوں کے دل میں خدا تعالیٰ نے ان کی ہمدردی کا خیال پیدا کر دیا۔ چنانچہ مسلمان زعماء کی شملہ میں ایک مجلس قائم ہو گئی۔ جس میں کشمیری مظلوموں کی مدد کا مصمم ارادہ کر لیا گیا۔ اور پھر ساتھ ہی انہوں نے جماعت احمدیہ کے احسن انتظام اور عمدہ تنظیم اور کام کرنے کی سچی روح اور خلق خدا سے حقیقی اور بلا غرض ہمدردی ملاحظہ کرتے ہوئے ان کے واجب الاطاعت امام کی خدمت میں اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینے کی درخواست کی۔ جس پر حضور نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کمیٹی کا نام "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" تجویز ہوا۔ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ تمام مسلمانوں نے متحدہ طور پر اپنے غریب مظلوم بھائیوں کی مدد کے لئے کوشش شروع کر دی۔ کشمیر کمیٹی نے اللہ کا نام لے کر اپنے غریب

احرار کی شرارت

بھائیوں کی مدد کے لئے کام شروع کر دیا۔ اور خوب کیا۔ اور کامیابی قدم بوسی کے لئے آگے بڑھی۔ مگر احرار کو یہ کامیابی ایک آنکھ نہ بھائی۔ کیونکہ وہ سالہا سال سے مسلمانوں اور اسلام کو تباہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے چلے آ رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ تو مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ کشمیریوں کی بے ہنگام ہمدردی کا نعرہ بلند کر کے خواہ مخواہ چلتی گاڑی میں اپنی ٹانگ اڑا دی۔ مگر چونکہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نہایت احسن طور پر کامیابی کے ساتھ کام کر رہی تھی۔ اور عام مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کر چکی تھی۔ اس لئے عام مسلمانوں نے ان کی نازیبا حرکت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ اس طرح ان کی دال نہیں گلتی۔ تو انہوں نے لوگوں کے جذبات کو بھڑکا کر اپنے ساتھ مانوس کرنے اور کشمیر کمیٹی سے متنفر کرنے کے لئے اعلان کرنے شروع کئے۔ کہ چونکہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر امام جماعت احمدیہ ہیں۔ اور وہ ہمارے نزدیک مسلمان نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان کے ساتھ مل کر کام نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ کہکر میدان جنگ میں کود پڑے۔ اور ادھر ادھر سے چند آوارہ گرد بھی شامل کر لئے۔ مگر مسلمانوں کی اکثریت پھر بھی ان کی حرکت کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی۔ اور ان کو افتراق اور تشتت کے طرق سے روکنے کی ہدایت کرتی رہی۔ اگر ان کے دل میں اسلام یا مسلمانوں کی ہمدردی کا خیال ہوتا تو ضرور اکثریت کی بات کو تسلیم کرتے۔ اور باہمی اختلاف کو دور کر کے مل کر کام کرتے۔ مگر ان کی غرض کسی کو فائدہ پہنچانا تو تھی ہی نہیں۔ اس لئے یہ اپنی شرارت سے باز نہ آئے۔ اور ایک دوسری چال یہ چلی۔ کہ عام اعلانات شروع کر دیئے۔ کہ ہم کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مل کر کام کرنے میں حرج تو کچھ نہیں۔ مگر چونکہ اس کا صدر امام جماعت احمدیہ ہے۔ اس لئے وہ اس موقعہ سے معاذ اللہ فائدہ اٹھا کر وہاں احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور کشمیریوں کی مدد کا صرف بہانہ ہے۔ حالانکہ اخبار سیاست اور دیگر لیڈران قوم نے اور خود اہالیان کشمیر نے ان کے جھوٹے اور گمراہ کن پروپاگنڈا کی پرزور الفاظ میں متعدد بار تردید کی۔

احرار نے کیا کیا؟

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ احرار نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے الگ ہو کر کیا کام سرانجام دیا؟ سو اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ

(۱) جھوٹ بول کر غلط اور گمراہ کن اعلانات کر کے لوگوں کے جذبات کو ابھار کر ان مسلم لیڈروں کے خلاف نفرت پھیلانی شروع کر دی۔ جو سچ مچ کشمیریوں کی مدد کے لئے کام کر رہے تھے۔ آخر آہستہ آہستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کا یہ گرُ کام کر گیا۔ اور مسلم پبلک کے جذبات بھڑک اُٹھے۔ اور انہوں نے دیوانہ وار آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نمائندوں کی احمدیت کے بہانہ سے سخت مخالفت شروع کر دی۔ اور اس طرح بنا بنایا کھیل بگاڑ کر گھنٹوں کے کام کو سالوں پر ڈال دیا۔ مگر ان کی بلا سے۔ ان کو تو کوئی شغل ایسا چاہیئے تھا۔ جس سے روپیہ ملتا رہے چنانچہ

(۲) ان ظالموں نے کشمیریوں پر پے در پے ظلم و ستم کی داستانیں سنا سنا کر عوام الناس سے اس کثرت سے روپیہ جمع کیا کہ لاکھوں کی تعداد تک پہنچ گیا۔ اور ان کی من مانی مرادیں پوری ہوئیں۔ اور حرام ہے جو ایک پھوٹی کوڑی بھی ان غریب کشمیریوں پر خرچ کی ہو جن کے نام پر روپیہ جمع کیا گیا تھا۔ اور اگر کسی ہمدرد نے یہ سوال اٹھایا۔ کہ ان سے روپیہ کا حساب بھی پوچھو۔ تو انہوں نے صاف جواب دے دیا۔ کہ جنگ کے موقعہ پر حساب کیسا؟

سیاست کی رائے

چنانچہ اخبار سیاست ۳ر اپریل ۱۹۳۲ء نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے۔ کہ

"جماعت احرار دراصل اشرار کی ایک جماعت ہے۔ جس کے زہریلے پروپاگنڈے سے خود محفوظ رہنا اور ہر مسلمان کو محفوظ رہنے کا مشورہ دینا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس لئے کہ یہ وہ جماعت ہے کہ جس نے مسلمانوں کے سات آٹھ لاکھ روپیہ کشمیر کے نام سے وصول کر کے برباد کر دیئے۔ ہندوؤں نے اپنے ہم مذہب نام نہاد مظلوموں کی امداد کے لئے روپیہ بھیجا۔ مگر مسلمانوں کے احرار نے کئی لاکھ روپے ڈکار لئے اور مظلومین کشمیر کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔"

یہ ایک زبردست شہادت ہے اس امر کی کہ احرار کو صرف اپنی مطلب براری سے مطلب تھا۔ کشمیر کی ہمدردی کا صرف ڈھونگ رچایا جا رہا تھا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ روپیہ تو غریب اور یتیم اور مساکین لوگوں کے نام پر جمع کیا جائے۔ مگر ان کو ایک پیسہ تک نہ دیا جائے۔ کیا یہ ان لوگوں نے قرآن کریم کے اس فرمان کو پورا نہیں کر دکھایا۔ اولئک مایاکلون فی بطونھم الا النار۔ کہ ان کی حرامخوریاں درحقیقت ایک آگ ہیں۔ جو وہ اپنے پیٹ میں ڈال رہے ہیں۔

۳۔ احرار کی تیسری کرتوت

ان ہر قسم کی قید سے آزاد یعنے احرار نے ایک طرف تو مسلمانوں کی قوت کو اس طرح توڑا کہ مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ دوسرے ان کی جیبوں سے روپیہ نکلوایا۔ تیسرے کشمیر میں جتھے بھیجنے کی تحریک کر کے قید کروایا۔ اِدھر کشمیری بیچارے ماریں کھاتے۔ ادھر احرار کے کہنے پر غریب مسلمان جتھا بازی کرنے کی پاداش میں جیلوں میں پڑے سڑتے۔ جس سے کئی قسم کا یعنی مال کا اور جان کا اور قیمتی وقت کا بھی نقصان ہوا۔ اس جتھا بازی کو اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو صاف طور پر نظر آتا ہے کہ احرار کے لیڈروں کا مسلمانوں کا خیر خواہ ہونا تو درکنار ان کے خون کے پیاسے تھے۔ ہم خواہ مخواہ ہندوؤں کو بھلا بُرا کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ ننگ اسلام احرار لیڈر اُن سے بھی بڑھ کر مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں کہ ایک طرف تو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مخالفت کر کے علاوہ مسلمانوں کی قوتِ عملی کو تباہ کرنے اور ان کے روپیہ کو ضائع کرنے کے ان کو ہزارہا کی تعداد میں قید کروا دیا گیا۔ اگر ہم کم از کم ۸ر روزانہ بھی ایک آدمی کی آمدنی کا اندازہ کریں اور احرار لیڈروں کی تحریک جتھا بازی کے ماتحت ۲۰ ہزار قیدی بھی تسلیم کر لئے جاویں۔ تو دس ہزار روپیہ کا روزانہ نقصان مسلمانوں کو ہوا۔ اور جو قید کی سختی اور موسم سرما کی سردی برداشت نہ کر کے بے سروسامان ہونے کی وجہ سے نمونیہ وغیرہ امراض کا شکار ہو کر جانیں ضائع ہوئیں۔ وہ الگ۔ اور پھر جو اُن غریب قیدیوں سے بُرا سلوک کیا جاتا وہ نہایت تکلیف دہ تھا۔ مگر افسوس کہ جس وقت بے چارے قیدی بال بچوں سے الگ ہو کر قید کی سختیوں اور کھانے کی تکلیفوں اور سردی کی تنگی اور بیماری کی مصیبت کو جھیل رہے تھے۔ اس وقت ان کے گمراہ کرنے والے دشمن اسلام احراری لیڈر اپنے گھروں میں آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

اہالیانِ کشمیر کی جتھا بندی کے خلاف پکار!

اگر اس جتھا بندی کا کشمیریوں کو کچھ فائدہ پہنچتا۔ تو بھی خیر تھی۔ مگر اس روش کا اُلٹا نقصان ہوا۔ اور بیچارے کشمیری مسلمان نمائندوں نے بصد منت و سماجت پُرزور الفاظ میں اعلان پر اعلان کئے کہ خدا کے لئے جتھا بازی کو بند کر دیا جائے۔ کیونکہ جتھا بازی سے ہم کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر احراری لیڈروں نے ایک نہ سنی۔ اور سنتے بھی کیونکر جبکہ جتھا بندی ان کی آمدنی کا بہترین ذریعہ تھا۔ اور کشمیریوں کے ساتھ ان قیدیوں کی مظلومانہ داستانیں سنا سنا کر خوب روپیہ پیسہ بٹورا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اخبار سیاست ۳ر ستمبر ۱۹۳۲ء میں حسب ذیل اعلان شائع ہوا۔

"اس جماعت احرار نے اہل الرائے مسلمانوں کے مشورہ کے خلاف کشمیر کو جتھے روانہ کئے۔ جو آخر ناکام ہو کر ملت مرحومہ کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوئے۔"

پھر یکم مارچ ۱۹۳۲ء کے سیاست میں یہ اعلان ہوا۔ کہ "جتھے بازی بے سود اور مضرت رساں ثابت ہوئی۔ اس سے فائدہ کی بجائے اُلٹا نقصان پہنچا۔ احرار کی جانب سے مسلمانان خطہ کو کوئی مالی مدد بھی نہ ملی۔ ان کے جارحانہ اقدام کے باعث حکومت پنجاب و ہند بھی برگشتہ ہوئی۔"

پھر کشمیری نمائندگان کے سکرٹری مفتی جلال الدین نے اعلان کر دیا۔ جو سیاست ۲۴ر نومبر ۱۹۳۲ء میں بایں الفاظ شائع ہوا۔ "میں بصد تاسف احرار کی سرگرمیوں کی مذمت پر مجبور ہوں۔ کیونکہ ان گمراہوں کے بے جا جوش و خروش نے ہماری زندگیوں کو تباہ و برباد کر کے خطرناک مصائب میں مبتلا کر دیا ہے۔"

ان اعلانات و واقعات کو مدنظر رکھ کر کون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہہ سکتا ہے کہ احرار کشمیری مسلمانوں کے فائدے کے لئے کچھ کر رہے تھے۔ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ لوگوں کے جذبات کو بھڑکا کر اور اپنے ساتھ مانوس کر کے اپنی جیبوں کو گرم کرنا چاہتے تھے۔ ورنہ ان کو چاہیئے تھا کہ وہ ایسی راہ اختیار کرتے جو ان بے چارے لوگوں کے لئے کچھ مفید ہوتی۔ چنانچہ اس حقیقت کو اخبار سیاست نے مدلل طور پر بایں الفاظ ظاہر فرمایا ہے۔ کہ "ان کا مقصد و مقصود شکم پروری کے سوائے اگر کچھ اور ہوتا۔ تو وہ دیکھتے کہ ملت کے سرکردہ اصحاب جن کو ان حالات کا کافی سے زیادہ تجربہ ہے انہیں ان کی زیان کاری سے روک رہے ہیں۔ اس لئے انہیں بشمول ان کے ایک مرتبہ ان کے قرار دادہ طریق پر کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ بخلاف انہوں نے لعن طعن شروع کر دی۔ اور عامۃ الناس مسلمین کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عام مسلمان کشمیر میں غریب مسلمانوں پر جبر و تشدد کی گرم بازاری دیکھ کر ماہی بے آب کی طرح بے تاب تھے۔ اور وہیں جوق در جوق قربانی دینے کے لئے آگے بڑھے۔ مسلمانوں نے باوجود اپنی پست حالی کے جی کھولکر چندے دیئے۔ اس جتھے بازی سے جو ہولناک نتائج مرتب ہوئے ان سے ہر کس و ناکس آشنا ہے۔ کئی ایک رضاکار شہید ہوئے۔ اور کئی ایک پڑے جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ بالآخر ان کو جتھہ بازی بند کرنی پڑی۔ اور بہت سے لوگوں کو معافی مانگ کر جیلوں سے رہائی حاصل کرنا پڑی۔ اور اس طرح یہ پارٹ ختم ہوا۔

کپورتھلہ کا واقعہ

کشمیر کے واقعہ کے بعد احرار لیڈروں کی خوش قسمتی سے اور مسلمانوں کی بدقسمتی سے ریاست کپورتھلہ کا واقعہ پیش آ گیا۔ اس موقعہ پر بھی احرار نے وہ اودھم مچایا کہ وہاں کے مسلمانوں نے اقرار کیا۔ کہ احرار کی خودسریوں اور شرارتوں نے وہاں بدامنی اور فساد کے شعلے بلند کئے۔ نتیجہ جو ایسی شہرت کا نکلنا تھا وہی نکلا۔ کئی مسلمان قید ہوئے۔ کئی مارے گئے۔ کاروبار بند ہوئے۔ اور آخر وہاں کے مسلمان منسٹر کو موقوف کروا کر سانس لیا۔

اسی طرح ریاست الور کا فساد بھی انہی کا رہین منت ہے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ حور حرم قلم پرشورش۔ بڈلاڈا کا واقعہ۔ کراچی کا خونین منظر وغیرہ کے واقعات ایسے تھے۔ کہ جن کی آڑ میں احرار اپنا کھیل کھیل سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان موقعوں پر بھی خوب اپنے جوہر دکھلائے اور مسلمان کے جان و مال کا خوب نقصان کر کے اسلام دشمنی کا ثبوت پیش کیا۔ (باقی آئندہ)

سر اقبال اور انجمن حمایت اسلام لاہور

مندرجہ ذیل اعلان لاہور کے تاج الدین احمد صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جو بلفظہٖ ناظرین فاروق کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

۱۱ر جنوری ۳۶ء کے اخبار "مجاہد" میں یہ اعلان ہوا ہے۔ کہ ۱۲ر جنوری کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا ایک اجلاس منعقد ہونے والا ہے۔ جس میں ڈاکٹر سر محمد اقبال صدر انجمن اور مولوی غلام محی الدین قصوری جنرل سکرٹری کے استعفوں پر غور کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ علامہ اقبال سے ان کے استعفیٰ کی وجوہ دریافت کرنے کے لئے ایک وفد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس کی گزارشات کے جواب میں علامہ ممدوح نے فرمایا کہ:۔

"انجمن حمایت اسلام کو مرزائیوں کے متعلق اپنے مسلک کو واضح اور صاف طور پر مسلمانوں کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ کیا وہ مرزائیوں کو مسلمان سمجھکر اپنے حلقہ اراکین میں شامل رکھنا چاہتی ہے۔ یا ان کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد سمجھ کر انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے ان کو الگ کر دینے کے واسطے تیار ہے جب تک انجمن حمایت اسلام اپنی مرزائیت نواز پالیسی سے قطعی طور پر دستبردار نہیں ہوتی۔ اس وقت تک میں اپنے استعفیٰ کو واپس نہیں لے سکتا۔"

پیشتر اس کے کہ انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل علامہ سر محمد اقبال کے اس مطالبہ پر غور کرے ہم علامہ ممدوح کے اس خیال کی طرف بھی انہیں متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے مشہور بیان میں انہوں نے ظاہر کیا۔ اور وہ یہ ہے کہ آمد مسیح کا عقیدہ جو مسلمانوں میں رائج ہے۔ وہ مجوسیوں سے آیا ہوا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ بے شمار احادیث جن میں آمد مسیح کا ذکر ہے۔ اور متعدد ثقہ راویوں اور خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے توسط سے ہم تک پہنچی ہیں۔ اور جن کی بنا پر جمہور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ سب کی سب رسول اللہ صلعم کی احادیث نہیں بلکہ مجوسی اور یہودی روایات سے لے کر کتب حدیث میں داخل کر دی گئی ہیں۔

پہلا سوال تو عامہ مسلمین سے ہے

کہ کیا یہ باتیں انجمن حمایت اسلام کی "مرزائیت نوازی" سے کچھ کم خطرناک ہیں۔ اور ایسا شخص جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو مجوسی خیالات قرار دے۔ اور اس طرح صحابہ کرام اور خود ذات پاک نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب ہو اس قابل ہے کہ اسے انجمن حمایت اسلام کی صدارت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے عہدہ پر متمکن رہنے دیا جائے؟ آخر انجمن حمایت اسلام اہل سنت والجماعت مسلمانوں کی انجمن ہونے کی وجہ سے مسیح کی آمد ثانی کے عقیدہ سے دستبردار نہیں ہو سکتی۔

دوسرا سوال خود علامہ اقبال سے ہے

کہ جس انجمن کو وہ "مرزائیت نوازی" سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو پہلے "مزعومہ" مجوسی خیالات سے کیوں پاک نہیں کرتے۔ کیا مرزائیت نوازی یعنی کسی مرزائی کو مسلمان سمجھنا مجوسیت سے بھی بدتر ہے؟ آخر یہی مرزائیت تھی۔ جس پر ابھی کل تک علامہ ممدوح کی رائے کچھ اور تھی۔ اور مرزائیت نوازی کا بدترین جرم وہ تھا۔ جو انہوں نے ابھی پانچ ہی سال ہوئے شملہ میں کیا۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنائی۔ اور اس کا صدر خود میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو تجویز کیا۔ اور زور دیکر انہیں کو صدر بنایا۔ اور ان کی صدارت میں خود ممبر بنے رہے۔ بلکہ علامہ ممدوح کی مرزائیت نوازی کے جرموں کی فہرست تو اتنی لمبی ہے۔ کہ یہ مختصر اعلان اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ دیر نہیں ہوئی کہ آپ نے جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ جلسہ میں تمام مسلمانوں کی شرکت کی دعوت دی تھی اور لکھا کہ

"چونکہ تبلیغ کا کام اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے۔ اس واسطے میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ عام مسلمان اس جلسہ میں شریک ہو کر تبلیغ واشاعت اسلام کے ان تمام مسائل پر غور و فکر کرنے میں شریک ہونگے۔ جو قوم کے سامنے ہیں۔"

اس سے بھی بڑھ کر ۱۹۱۱ء میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ قرار دیا۔ اور طلبائے علی گڈھ کالج کو بتایا کہ

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

تیسرا سوال ارباب انجمن سے ہے

کہ ان استعفوں پر غور کرتے وقت یہ بھی فیصلہ کر لیں۔ کہ آئندہ اس انجمن کے ممبر کون کون سے مسلمان ہوں گے۔

(۱) کیا ایسے مسلمان بھی اس کے ممبر ہو سکیں گے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کرتے ہیں۔

(۲) کیا ایسے مسلمان بھی ممبر ہو سکیں گے جو نماز روزہ کے نزدیک نہیں جاتے۔

(۳) کیا ایسے مسلمان بھی ممبر ہو سکیں گے۔ جو اسلامی عقائد کو مجوسی خیالات قرار دیتے ہیں۔

ان سب سے آخری سوال یہ ہے

کہ کیا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی کہ لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السّلام لست مومناً یعنے جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اسے مت کہو کہ تو مومن نہیں۔

اور آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کی کہ من صلّے صلوٰتنا واستقبل قبلتنا... فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ یعنے جو شخص ہماری نماز پڑھے۔ اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے..... وہی مسلمان ہے۔ جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا عہد ہے۔"

کوئی عزت ان کے دلوں میں ہے؟ اگر ہے تو اپنی اپنی ہوا و ہوس کو چھوڑ کر خدا اور اس کے رسول کے ارشاد کو قبول کریں۔ اور متحد ہو کر قوم کی تعمیر میں لگ جائیں۔

الملتمس:۔ تاج الدین احمد از لاہور

عازمان حج کیلئے سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ہندوستانی حاجیوں کے لئے مفید ہدایات

کی ترمیم شدہ ایڈیشن کا فقرہ ۳۷ عازمان حجاز کی آگاہی کے لئے ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔

"ان محصولات اور ٹیکسوں کا گوشوارہ جو جدہ پہنچنے پر پیشگی وصول کئے جاتے ہیں۔ سعودی ضوابط کے ماتحت ہر عازم حج کو جدہ پہنچنے پر ۲ طلائی اور ۱/۲ ۶۹ پیاشتر میری جو قریباً ۵۸ روپیہ کے مساوی ہیں۔ مختلف واجبات اور ٹیکسوں مثلاً مطوفین اور وکیلوں کی فیس وغیرہ کی بابت بطور پیشگی ادا کرنا لازم ہے۔ اور اس رقم کی ادائگی کے بغیر کسی عازم حج کو مکہ معظمہ میں جانے کی اجازت نہیں ملے گی۔ لہٰذا عازمان حج کو انتباہ کیا جاتا ہے۔ کہ برطانوی سفیر متعینہ جدہ کسی عازم حج کو متذکرہ بالا واجبات کی ادائگی سے مستثنےٰ یا معاف کرانے کے لئے ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اور جو شخص اس رقم کو ادا کرنے سے قاصر رہیگا اسے حج کئے بغیر ہندوستان کو واپس آنا پڑے گا۔"

ہندو اور صنعت وحرفت

تجارت۔ ساہوکارہ اور ملازمتوں پر پہلے ہی ہندو قوم کا قبضہ ہے۔ اب وہ دستکاری پر بھی رفتہ رفتہ قبضہ جما رہی ہے۔ پوری کوشش اور تنظیم سے ہندو دستکار مہیا کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں پر روزگار کے دروازے پہلے سے زیادہ مضبوطی سے بند ہو رہے ہیں۔ آج سے چند سال قبل جلد سازی ٹین سازی۔ قلعی گری وغیرہ صنعتیں سو فیصدی مسلمانوں کے ہاتھ میں تھیں۔ اب رفتہ رفتہ ہندو ان کی جگہ لے رہے ہیں۔ لاہور میں آریہ سماج کی طرف سے دستکاری کا ایک سکول قائم ہے۔ جس میں ہندو اور سکھ لڑکوں کو مختلف صنعتوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ اب اس کے ارباب انتظام نے جلد سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی ہے۔ اس سکول کے ایک معلم کا مضمون "آریہ گزٹ" میں شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ

"جلد سازی میں ہندوؤں کے لئے بہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گنجائش ہے۔ اب تک جتنے بھی کاریگر ہیں۔ وہ غیر ہندو ہیں۔ جو ہندو ہیں وہ آٹا میں نمک کے برابر ہیں۔ لیکن اس کام کے کرانے والے ۷۵ فی صدی ہندو ہیں۔"

اس کے بعد مضمون نگار نے ہندو مطابع اور کتب فروشوں کو ہندو جلد ساز پیدا کرنے اور انہیں مسلمانوں کی بجائے کام پر لگانے کی تلقین کی ہے برادران وطن کی طرف سے اس قسم کی کوششیں جن جذبات و عزائم کے ماتحت عمل میں آ رہی ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہیں۔ لیکن ہمارے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں۔ دنیا میدان عمل ہے۔ جو جد و جہد کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ یہ میدان مسلمانوں کے لئے بھی کھلا ہے۔ ان کے پاس بھی اللہ کا دیا ہوا دماغ اور ہاتھ پاؤں موجود ہیں۔ اور وہ بھی ہر قسم کے کاروبار میں حصہ لینے کے لئے آزاد ہیں۔ مسلمان تجارت وغیرہ میں حصہ لینے کے لئے بعض اوقات جو مقامی اور عارضی کوششیں کرتے ہیں۔ وہ بالکل ناکافی ہیں۔ ان میں کوئی تنظیم و باقاعدگی نہیں۔ ضرورت ہے کہ دستکاری اور دوکانداری کی تربیت دینے کا باقاعدہ انتظام ہو۔ مسلمان تاجر آپس میں پورے تعاون سے کام لیں۔ قوم کو اسلامی دکانوں اور کارخانوں کی سرپرستی پر آمادہ کیا جائے۔ خدا جانے باقی مسلمان کب ان باتوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ہماری جماعت کے افراد کو اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق ایک چھوٹے پیمانے پر ان تمام امور کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ مستقبل قریب میں کوئی قوم ان کے بغیر عزت کی زندگی ہرگز بسر نہ کر سکے گی۔ مفصل اس کے لئے "چھوت کا بھوت" رسالہ ۲ر کے ٹکٹ ڈاک بھیج کر دفتر فاروق سے منگا کر مطالعہ کریں۔ وہ نہایت مفید ہے۔ اور آپ کا راہ نما ہے۔

غیر احمدی مشن

وفات مسیح اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

تعلیم یافتہ طبقہ تو وفات مسیح کا قائل ہوتا نظر آ رہا ہے۔ مگر وہ لوگ جو مدتوں کے دام فریب میں پھنس چکے ہیں۔ بغیر استدلال کے آنکھوں پر تعصب کی پٹی رکھے ہوئے یہی رٹ لگائے جا رہے ہیں۔ کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ اور وہ پھر آسمان سے اُترے گا۔ اور اپنی تائید میں (رافعك یا بل رفعه الله الیه) کا فقرہ پیش کر کے اندھا دھند شور کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ گو آج علماء نے تنگ آ کر اس مسئلہ کو تسلیم کر لیا ہے لیکن ساتھ ہی اپنے ایمان کی ناؤ بھی ڈبو چکے ہیں۔ اور خوف خدا کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے قرآن مجید کو اپنی ناپاک خواہشوں سے ٹھکرا دیا ہے۔ اور اپنے باطل عقیدے کے مقابل قرآن میں تقدیم و تاخیر کا ایسا لایعنی مسئلہ اختراع کیا ہے۔ کہ آج غیر مسلم اعتراضات سے ان کے دانت کھٹے کر سکتے ہیں۔ انہی کمزوریوں کے باعث مدتوں سے دین اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔ ایک قرآن کریم کا نسخہ جو تاج کمپنی کی مہربانی سے چھپا ہے۔ اور سطروں پر زرد رنگ لگا کر خوبصورتی کو زیادہ کر دیا گیا ہے۔ لکھائی اور چھپائی اور کاغذ نہایت نفیس ہیں۔

اس کے دو ترجمے ہیں۔ ایک شاہ رفیع الدین صاحب کا اور ایک مولوی اشرف علی تھانوی کا۔ مولوی اشرف علی صاحب آیت کریمہ یا عیسٰی انی متوفیك الخ کا ترجمہ کرتے ہوئے متوفیك کے معنے وفات دینے والا فرماتے ہیں۔ مگر اس کے آگے بریکٹ کے اندر "فی الحال" کا لفظ زائد کر کے "فی الحال تجھے اُٹھا لیتا ہوں"۔ ترجمہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں اگر کوئی لفظ ایسا ہوتا جس کے معنی فی الحال ہو سکتے ہیں۔ تو کوئی اعتراض نہ تھا۔ مگر مولوی صاحب نے نہایت تحریف کی۔ اور قرآن پاک بھی آپ کی معنوی تحریف سے نہ بچ سکا۔

متوفی کے لفظ پر احمدیہ جماعت اور غیر احمدیوں میں بہت عرصہ بحث رہی ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ احمدی علماء اس کے معنی وفات یا موت کرتے ہیں اور غیر احمدی علماء بھر لینا یا بھر لوں گا۔ یا پورا کر لوں گا کرتے رہے۔ لیکن آج مولوی اشرف علی صاحب نے احمدی علماء کی تائید کرتے ہوئے معنی تو وفات کے کئے ہیں۔ مگر فی الحال کی پچر اس لئے ٹھونس دی کہ کہیں حضرت مسیح مر نہ جائیں۔ اور لوگ مجھے بھی ان کے پاس عدم میں پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ حالانکہ اگر دیانتداری سے ترجمہ دیکھا جائے۔ تو صاف وفات مسیح کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ وفات قبل از رفع ہے۔ اور رفع مابعد۔ پس معلوم ہوا۔ کہ وفات جب پہلے ہوا اور رفع بعد میں۔ تو بموجب عقیدہ اسلام بعد از وفات جسم اور روح نہیں اٹھایا جاتا۔ بلکہ صرف روح ہی اٹھایا جاتا ہے۔ کیونکہ وفات جسم اور روح کی مفارقت کا نام ہے۔ ہاں اگر وفات سے قبل رفع ہوتا۔ تو کوئی جواب بھی ہوتا۔ لیکن یہ کس قدر بے ایمانی ہے کہ اپنی ضد کو پورا کر کے خدا تعالیٰ اور قرآن کریم کی ترتیب کو غلط قرار دیا جا رہا ہے۔ رسول خدا صلعم نے صحابہ کرام نے۔ آئمہ مجتہدین نے قرآن پڑھا۔ لیکن انہیں

نوٹ: وفات مسیح کی اسلامی حیثیت ضرور مطالعہ فرمائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کی ترتیب غلط نظر نہ آئی۔ مگر آج عیسائیوں کے اثر کے ماتحت قرآن کی ترتیب کو غلط قرار دیا جا رہا ہے۔

اسی قرآن کے حاشیہ پر نوٹ درج ہے۔ کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ کیونکہ تمام علما آئیت حیات مسیح پر اتفاق کر چکے ہیں۔ اِس لئے رافعک قبل اور متوفیک مابعد سمجھنا چاہیئے۔ میں کہتا ہوں۔ کیوں ایسا کیا جائے۔ کیا علمائے نام نہاد کو شرم نہیں آتی۔ کہ خدا تو فرمائے پہلے وفات اور بعد میں رفع۔ لیکن نام نہاد علماء پہلے رفع اور بعد وفات کر دیں۔ وہ خدا جس نے قرآن نازل کیا۔ عالم الغیب اور قادر مطلق ہستی ہے۔ اور پھر اس کے بے نظیر کلام کے سامنے اپنی قیاس آرائیاں کرنا گویا اس کے عالم الغیب ہونے پر شک پیدا کرنا ہے۔ کیا علماء یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا نے غلطی سے ایسا کیا۔ اور ہم کو ہی اس آیت کی سمجھ آئی۔ حالانکہ چاہیئے تھا۔ کہ خدا کا کلام نہ بدلا جاتا۔ اور یہودیوں کی مماثلت نہ پیدا ہوتی۔ مگر نہیں۔ وہ وقت آ چکا تھا۔ جس میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا مقدر کیا گیا تھا۔ اس لئے لازمی تھا۔ کہ قرآن کو بے اعتبار بنا کر یہودی مماثلت کو پورا کرتے ہوئے مسیح موعود کی آمد کا انکار کیا جاتا۔

اب دیکھئے ملانوں نے تقدیم و تاخیر کا مسئلہ تو اس لئے بنایا۔ کہ حضرت مسیح ناصری فوت نہ ہو جائیں لیکن ان کے اسی ناجائز فعل سے ہی وفات مسیح ثابت ہو گئی۔ وہ اس طرح کہ اگر اسی شکل میں یہ آیت قرآن میں موجود رہے۔ جس طرح درج ہے۔ تو حیات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔ کیوں؟ اس لئے کہ اگر حیات مسیح ثابت ہو سکتی تھی۔ تو مولویوں کو کیا ضرورت پڑی۔ کہ آئیت میں تقدیم و تاخیر پیدا کریں۔ ان کا تقدیم و تاخیر کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ موجودہ آیت کی ترتیب میں مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں پس غیر احمدیوں نے جس چوٹ سے بچنے کی کوشش کی۔ اس کے نیچے ایسے پسے۔ کہ ہڈی پسلی کے ساتھ ہی ایمان بھی رخصت ہو گیا۔ ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیئے۔ کہ ما معہ من اللہ کی مخالفت ان کو کہاں تک لے جا رہی ہے پس وقت ہے۔ کہ وہ دانائی سے کام لے کر ہمارے دلائل کو سوچیں۔ اور اپنے مولویوں کی بد دیانتی پر پردہ نہ رہنے دیں۔ بلکہ صحیح بات کو تسلیم کر لیں۔

بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ قرآن میں بھی تقدیم و تاخیر ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کس نے تقدیم و تاخیر بنائی۔ اگر خدا نے موسےٰ علیہ السلام سے پہلے عیسےٰ کا نام آئیت میں فرمایا۔ یا مریم صدیقہ کو پہلے سجدہ اور بعد میں رکوع کا حکم ہوا۔ تو کس کا حکم ہے۔ خدا کا۔ اب کون ہے جو اس کو بدل سکے۔ ہمارا ایمان اس بات پر ہونا چاہیئے۔ کہ جس جس جگہ خدا نے قرآن کی ترتیب کو رکھا ہے۔ وہ درست ہے۔ کوئی بدل نہیں سکتا۔ اگر بالفرض کوئی زمانہ ایسا بھی آ جائے۔ کہ لوگ بعض قرآنی آیات کو اپنے اپنے مقصد کے لئے تبدیل کرنا چاہیں۔ تو ایسی صورت میں ان کو نہایت آسانی ہو گی کیونکہ ہر ایک گمراہ آدمی موجودہ علماء کی تحریروں کو حجت قرار دے کر ایک نئے فتنے کا باب کھول کر قرآن کی اہمیت اور مقصد کو نقصان پہنچائے گا۔ علماء کو چاہیئے کہ وہ اِن خام خیالیوں کو ترک کر کے امت محمدیہ کو گمراہ نہ کریں۔ ورنہ آج کس منہ سے علماء یہ عیسائیوں پر اعتراض کر سکتے ہیں کہ انجیل کا فلاں فقرہ آگے پیچھے کیا گیا ہے۔ اور یہ انجیل کے محرف مبدل ہونے پر زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ عیسائیوں نے بھی اپنے مقصد کو پورا نہ ہوتے دیکھ کر تحریف کی۔ اور غیر احمدی بھی یہی کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مخالفین نے اپنے ہاتھ خود کاٹے۔ اور ایسی ایسی بے بنیاد باتیں اور سرتاپا غلط افسانے لکھ کر قرآن کی طرف منسوب کئے۔ کہ انہیں دیکھ کر شرم آتی ہے۔

آج یہ فخر جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ کہ وہ اِن خرافات سے محفوظ ہے۔ نہ کہ غیر احمدیوں کی طرح کہ آج اگر کسی مولوی کی کتاب سے احمدی اپنی تائید میں کوئی حوالہ پیش کریں۔ تو اگلی طباعت میں اس فقرہ کو نکال دیا جاتا ہے۔ پس میں ان تمام دوستوں کو جو میرے اس مضمون کو پڑھیں۔ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ اگر کوئی صاحب تقدیم و تاخیر کے متعلق کوئی مضمون لکھ کر جواب دینا چاہیں۔ تو مجھے لکھیں۔ تا میں بھی ان کے جواب کا مطالعہ کروں۔ اگر خدا نے زندگی بخشی۔ تو آئندہ علماء غیر احمدی کے اُس استدلال کو جو وہ تقدیم و تاخیر کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ الگ بحث کر کے فاروق میں شائع کروں گا۔

(سید عنایت حسن شاہ ہیڈ ماسٹر پرائمری سکول چک ۹۱ جھنگ برانچ ضلع لائلپور)

نوٹ۔ آپ وہ مضمون جو عیسائیوں کے خلاف لکھا ہے مجھے بھیجدیں۔ اس کو دیکھ کر میں اشاعت کے متعلق رائے ظاہر کر سکوں گا۔ (ایڈیٹر)

احمدی مشن!

صادق اور کاذب میں امتیاز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ نفسی و قلبی کی صداقت پر جہاں زمین اور آسمان نے شواہد پیش کئے۔ کہ تا دنیا کے اُمّی اور خواندہ ہر طبقہ کے لوگ آپ کی صداقت پر شاہد ہوں۔ وہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا صادق اور کاذب کے امتیاز کے لئے ایسے معیار بیان فرما دیئے۔ کہ دنیا اور خاص طور پر امت محمدیہ کو کسی صادق کی شناخت میں غلطی نہ ہو۔ لہٰذا وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ جو کہ قرآن کریم جیسی ام الکتاب اپنے پاس رکھتے ہوں۔ ان کو اللہ تعالےٰ کے بیان فرمودہ مندرجہ ذیل ایک ہی معیار کے رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصدق ہونا کچھ مشکل امر نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

یہ آیت کریمہ بتاتی ہے۔ کہ صادق دلائل پیش کیا کرتے ہیں۔ اگر تم سچے ہو۔ تو دلیل لاؤ۔ مگر آیت سے واضح ہے۔ کہ صادق کے مقابل مکذبین کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ اور ان کے مقابل صادق دلائل اور براہین سے فتح پاتا ہے۔ گویا براہین محض صادق کا ساتھ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ دنیا تسلیم کر لیتی ہے اور اس کے دلائل کے آگے ہتھیار ڈال دیتی ہے۔ اسی معیار کے مطابق دیکھو کہ آج کن دلائل کے سامنے دنیا سر تسلیم خم کر رہی ہے۔ احمدیت اور مخالفین میں سے کون اس لحاظ سے غلبہ حاصل کر رہا ہے۔ سوچو کہ آج دنیا احمدیت کے دلائل کا کس طرح لوہا مان رہی ہے۔ یہاں تک کہ مخالفین دلائل کے مقابل دلائل نہ پاکر اور احمدیت کے دلائل سے عاجز آکر حد درجہ شرارت کی راہ اختیار کر رہے ہیں یہاں تک کہ شرافت اور انسانیت ان کے سرہانے کھڑی آنسو بہا رہی ہے۔ یہی انکی روحانیت سے مُردہ ہونے اور ان کے بے دلیل ہونے کا زندہ ثبوت ہے۔

پس اگر مخالفین دلیل لانے سے قاصر ہیں اور یقیناً قاصر ہیں۔ تو مندرجہ بالا معیار کے مطابق دنیا کا احمدیت کے مقابلہ میں عاجز آجانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک زبردست اور واضح نشان ہے۔ پس جو شخص اس کھلی ہوئی صداقت پر ایمان نہیں لاتا۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر اپنے ہاتھوں سے قائم کی۔ وہ در اصل صداقت کی اُس تمام زنجیر کو توڑتا ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام سے خدا تعالیٰ تک پہنچتی ہے۔ پس اس زنجیر کو منقطع کر کے دائمی ذلت مت اختیار کرو۔ بلکہ اس آسمانی دعوت کو قبول کر کے روح پرور غذا حاصل کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر کے دائمی رحمت کے وارث بن جاؤ۔

وَمَا علینا الا البلاغ۔

(خاکسار۔ راجہ ضیاء الدین ارشد بی۔ اے ادیب عالم بدھ را نجہا)

محکمہ ریلوے میں مسلمانوں کیلئے آئندہ ملازمت

ملنے کا تازہ فیصلہ

ساٹھ فی صدی مسلمان رکھے جائیں گے

نئی دہلی۔ ۱۶ر جنوری ریلوے کی ملازمت میں اقلیتوں کے تناسب کے متعلق حکومت ہند نے جولائی ۱۹۳۴ء میں وزیر ہند کی منظوری سے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ اعلےٰ ملازمت میں خالی اسامیوں کی ایک چوتھائی مسلمان امیدواروں کے حوالہ کی جائے۔ جو براہ راست بھرتی کئے جائیں۔ اور ۱/۲ ۸ فیصدی اینگلو انڈین آباد شدہ یورپین سکھ۔ عیسائی۔ اور پارسی امیدواروں کے لئے مختص ہوں۔ بشرطیکہ امیدوار کم از کم قابلیت کے مالک ہوں۔

جو ریلیں حکومت ہند کے نظم ونسق میں ہیں۔ ان پر تو یہ اصول عادی ہو چکا ہے۔ کمپنیوں کی ریلوں سے بھی حکومت نے اس اصول کو اختیار کر لینے کی استدعا کی ہے۔

ماتحت ملازمت کے سلسلہ میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ۲۵ فیصدی خالی اسامیاں مسلمانوں کو دی جائیں آٹھ فیصدی اینگلو انڈینوں اور یورپینوں کو اور چھ فیصدی دیگر اقلیتوں کو۔

اس فیصلہ کو جامۂ عمل پہنانے کی راہ میں جو مشکلات حائل تھیں۔ انہیں دور کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جن صوبوں میں جو ریلیں مصروف عمل ہیں۔ ان میں مسلمانوں کو تناسب آبادی کے لحاظ سے بھرتی کیا جائے۔ تاکہ اول درجہ کی ریلوں میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۲۵ فیصدی ہو جائے۔

مسلمانوں کی آئندہ براہ راست بھرتی کے لئے مندرجہ ذیل تناسب مقرر کیا گیا ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے		ساٹھ فیصدی
ایسٹرن بنگال	″	۴۵ ″
ایسٹ انڈین	″	۱۹ ″
جی۔ آئی۔ پی	″	۱۰ ″
رہیلی کھنڈ کمایوں	″	۵۵ ″
آسام بنگال	″	۳۵ ″
بنگال اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے		۱۹ ″
بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے		۱۲ ″
بنگال ناگپور	″	۱۲ ″
مدراس اینڈ سدرن مرہٹہ ریلوے		۱۱ ″

فاروق کی کسی خبر یا مضمون کی ذمہ داری ادارہ پر نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساؤتھ انڈین ریلوے ۶ فیصدی

ریلوے بورڈ کے دفتر اور ریلوے بورڈ سے ملحقہ ماتحت دفاتر کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ وہاں آئندہ بھرتی کے وقت ۲۵ فیصدی آسامیاں مسلمانوں کے لئے مختص کی جائیں۔

اس سال مختلف سرکاری ریلوں پر جو بھرتی ہوئی۔ اس کا گوشوارہ یہ ہے۔

ہندو ۱۲۳۱	۶۴ کسر	۶۹ فیصدی	
مسلم ۳۶۷	۱۹ کسر	۲۹	//
اینگلو انڈین اور یورپین ۲۱۳	گیارہ کسر	۱۹	//
سکھ ۲۴	ایک کسر	۲۶	//
دیسی عیسائی ۴	۲ کسر	۱۵	//

کمپنی کی ریلوں کے اعداد و شمار یہ ہیں۔

ہندو ۱۲۴۳	۶۵ کسر	۷۳ فیصدی	
مسلم ۲۹۵	۱۵ //	۶	//
یورپین ۲۴۷	۱۳ //	۷	//
سکھ ۱۵		۱	//
دیسی عیسائی ۷۱	۳ کسر	سات پانچ	//

یہ احکام سال کی پہلی سہ ماہی میں نافذ العمل نہ ہو سکے۔ دوسری اور تیسری سہ ماہی میں انہیں مختلف ریلوں کے صدر دفتروں میں پہنچایا نہیں گیا۔ (یعنے ریلوے بورڈ کے دفتروں میں پڑے رہے) تفصیلی ہدایات جاری کرنے میں کچھ وقت صرف ہو گیا۔ (جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا)

اب ریلوے کے ایجنٹوں کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ اس سال مسلمانوں کے تلف شدہ حق کو پورا کر دیں۔ ریلوے بورڈ اس معاملہ کی نگرانی کرتا رہے گا۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مولوی فضل الدین صاحب نے چھپوا کر شائع کیا)

نوٹس

اس پرچہ میں دو فہرستیں چندہ فاروق کی درج کیگئی ہیں۔ آپ بھی اپنا اسم گرامی دیکھ لیں۔ اگر ان فہرستوں میں سے کسی فہرست میں ہو تو چندہ ارسال فرما دیں۔ (منیجر)

۱۹۳۶ء کے چندہ کیلئے اطلاع

مندرجہ ذیل احباب جن کا چندہ دسمبر ۳۵ء یا ۳۱ر جنوری ۱۹۳۶ء کو ختم ہو چکا ہے وہ براہ کرم سال رواں کا چندہ سالانہ یا ششماہی بذریعہ منی آرڈر یا اپنے ماہواری چندہ انجمن کے ساتھ بوساطت ناظر صاحب بیت المال ارسال فرما کر شکریہ کے مستحق ہوں۔ اور اگر کوئی دوست اس وقت چندہ عطا نہ کر سکتے ہوں۔ تو دفتر فاروق میں اطلاع دیں۔ کہ کب وہ ارسال کریں گے۔ ورنہ سب کے نام فروری ۳۶ء کے پہلے ہفتہ میں وی پی ارسال ہوں گے۔ جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے۔ اطلاعاً عرض ہے۔

نمبر خریدار	نام خریدار	رقم چندہ
۵۸	جناب خانصاحب عنایت علی خان	للعہ
۸۵	جناب حکیم سید شاہ نواز صاحب	عار
۱۰۷	جناب شیخ نیاز محمد صاحب کسووال	عار
۱۱۳	جناب منشی احمد دین صاحب ہیڈ کنسٹبل	عار
۱۱۷	جناب ملک شیر محمد خان صاحب رئیس	عار
۱۳۵	جناب جمعدار چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب پنشنر نمبردار	للعہ
۱۴۲	جناب میاں محمد یوسف صاحب مرزنگ	للعہ
۱۵۵	جناب میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب	صہ
۱۶۵	جناب سیٹھ خیر الدین صاحب	للعہ
۲۰۱	جناب مولوی احمد حسین صاحب سعید وکیل	للعہ
۲۰۵	جناب خان صاحب فدا حسین خان رئیس	صہ
۲۳۹	جناب امام علی خان صاحب	للعہ
۲۶۹	جناب ڈاکٹر پیر بخش صاحب	للعہ
۳۳۴	جناب ڈاکٹر ایم اے غفور صاحب	بلے
۳۴۷	جناب شیخ غلام محمد احمد دین صاحب	للعہ
۳۵۴	جناب حوالدار محمد حیات خانصاحب	للعہ
۳۷۱	جناب قاضی نذیر الدین صاحب زمیندار	للعہ
۳۹۶	جناب میاں احسان الٰہی صاحب کلکتہ	للعہ
۴۱۰	جناب سردار محمد صاحب محارب	للعہ
۴۷۱	جناب چوہدری عبد الکریم صاحب لاہور	عار
۴۷۵	جناب منشی حسین بخش صاحب پٹواری	عار
۴۹۸	جناب میاں دوست محمد صاحب	للعہ
۵۱۰	جناب منشی صدر الدین صاحب گرداور	للعہ
۵۱۱	جناب محمد دین صاحب رانجھی	للعہ
۵۴۰	جناب حکیم حشمت علی صاحب اوڈ	عار
۶۰۹	جناب پریذیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ احمد کا پور	للعہ
۶۱۶	جناب کے یوسف حسین صاحب مرچنٹ	للعہ
۶۲۲	جناب مولوی نور محمد صاحب اورسیر	للعہ
۶۴۶	جناب ڈاکٹر عبد الحمید صاحب اسسٹنٹ سرجن	للعہ
۶۴۸	جناب حافظ نور الٰہی صاحب	للعہ
۶۵۰	جناب چوہدری نور محمد صاحب نمبردار	عار
۶۵۱	جناب سید محمد حسین شاہ صاحب گرداور	للعہ
۶۵۸	جناب چوہدری عبد الغفور صاحب ہیڈ ماسٹر	للعہ
۶۶۳	جناب منشی حبیب احمد عزیز احمد صاحب دکاندار	عار
۶۶۴	جناب شیخ غلام رسول صاحب اکونٹنٹ آفس	للعہ
۶۶۷	جناب شیخ عبد الحمید صاحب اکونٹنٹ	عار
۶۷۰	جناب منشی محمد رمضان صاحب پوسٹمین	عار
۶۷۳	جناب بابو نتھے خان صاحب اسٹیشن ماسٹر	للعہ
۶۷۸	جناب لائبریرین صاحب ہتیا یونیکل کالج	للعہ
۶۸۲	جناب مولوی معصوم خان صاحب افسر خزانہ	للعہ
۶۸۹	جناب محمد اسمٰعیل صاحب بنگلور سٹی	للعہ
۷۰۱	جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب فلور ملز	للعہ
۷۱۲	جناب بابو غلام حسین صاحب دہلی	للعہ
۷۴۳	جناب ملک غلام محمد صاحب سبابہ نویس	للعہ
۷۶۲	جناب محمد شفیع صاحب نیچہ بند	عار
۷۶۹	جناب چوہدری عطا محمد صاحب نائب تحصیلدار	للعہ
۷۹۹	سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ کوٹلی	عار
۸۱۱	جناب چوہدری احمد خان صاحب نمبردار	للعہ
۸۱۸	جناب حکیم عبد الخالق صاحب	للعہ
۸۲۳	جناب خواجہ حسین صاحب سوداگر چرم	عار